یا عباسؑ

جب ہواؤں میں نمی محسوس کی عباسؑ نے
احتیاطاً سانس اپنی روک لی عباسؑ نے
موجِ کوثر سر اُٹھا کر دیکھتی ہی رہ گئی
اتنی اونچائی پہ رکھ دی تشنگی عباسؑ نے

خاکپائے ماتم گسارانِ حسینؑ مظلوم

میر احمد نوید

نوحہ

میرا کعبہ مِرا قبلہ ہے علم غازیؑ کا
میرا نوحہ مِرا گریہ ہے علم غاریؑ کا

رات کیوں گشت پہ نکلی ہے سیہ چادر میں
چاند نکلا ہے کہ نکلا ہے علم غازیؑ کا

سرمدی سی جو فضاؤں میں مہک پھیلی ہے
لگ رہا ہے کہیں سجتا ہے علم غازیؑ کا

یہ علم وہ ہے اُٹھا کر کوئی جاں دیتا ہے
کوئی جاں دے کے اُٹھاتا ہے علم غازیؑ کا

اے اَحد تیری کمر کا جو نکلتا ہے یہ خم
مجھ کو لگتا ہے کہ اُٹھتا ہے علم غازیؑ کا

وہ جلالت ہے کبھی مَس نہ کیا مَیں نے نویدؔ
بس اشارے سے ہی چوما ہے علم غازیؑ کا

آ گئے غازی

کہا حسینؑ تصوّر میں آ گئے غازیؑ
علم کے اُٹھتے ہی منظر پہ چھا گئے غازی

علم کی بات نہیں تھی فقط خدا کی قسم
علیؑ کی بات تھی وہ جو بنا گئے غازیؑ

پھر اس کے بعد نہ چاہی کسی نے سیرابی
وہ پیاس تشنہ لبوں کو پلا گئے غازی

تھی ایک خواب خدا و خودی کی یکجائی
سو بن کے خواب کی تعبیر آ گئے غازی

کسی کو جب کسی مظلوم نے پکارا کہیں
تو سب سے پہلے مدد کرنے آ گئے غازی

نویدؔ میں نے جو پوچھا ہے کیا حقیقتِ راز
جواب میں مجھے مجھ سے ملا گئے غازی

نوحہ

یہ کون خیمے سے لے کر علم نکل رہا ہے
حرم کو سکتا ہے زینبؑ کا دم نکل رہا ہے

رکی ہوئی ہے جو یہ شش مہات کی گردش
رکی ہوئی ہے جو یہ کائنات کی گردش
یہ خیمہ گاہ سے کس کا قدم نکل رہا ہے

جھکی ہوئی ہے سلامی کو انبیاؑء کی قطار
جھکی ہوئی ہے سلامی کو اولیاؑ کی قطار
کہ خیمہ گاہ سے صاحب حشم نکل رہا ہے

کٹا کے بازو علم دشت میں اٹھانے کو
یہ کون جارہا ہے لا الہٰ بچانے کو
قدم ملائے خدا بھی بہم نکل رہا ہے

کمر جھکائے ہوئے خاک اُڑا رہے ہیں حسینؑ
وہ دیکھ لاشِ برادر پہ آ رہے ہیں حسینؑ
کمر میں تھا جو احد کی وہ خم نکل رہا ہے

وجود پا رہی ہے جسم لا الہٰ میں سانس
یہ دیکھ آ رہی ہے جسم لا الہٰ میں سانس
وہ دیکھ خاک پہ غازی کا دم نکل رہا ہے

نویدؔ سوگ سا کیسا فضا پہ طاری ہے
یہ کس کا ذکر ہے جو بزمِ کُن میں جاری ہے
کہ جو بھی جارہا ہے چشم نم نکل رہا ہے

نوحہ

خود کو سنبھال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں
صدقہ نکال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں

چادر چھنے گی جس دم تب کون پاس ہوگا
قیدی بنیں گے جب ہم تب کون پاس ہوگا
مت کر سوال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں

مقتل میں کھو نہ جائیں غازی کے بعد بچے
بے حال ہو نہ جائیں غازی کے بعد بچے
رکھنا خیال زینبؑ عباسؑ جارہے ہیں

پردیس میں چھنے گی اب تیرے سر سے چادر
اب بال کھول اپنے اے بی بی اپنے سر پر
لے خاک ڈال زینبؑ عباسؑ جارہے ہیں

بچوں کے اب طمانچے اے بیبیوں لگیں گے
شامِ غریباں ہوگی خیمے بھی اب جلیں گے
وقتِ زوال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں

شہہؑ رہ گئے ہیں تنہا کوئی نہیں ہے زینبؑ
غازیؑ کے بعد شہہؑ کا کوئی نہیں ہے زینبؑ
شہہؑ کا خیال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں

غازیؑ کے گرد پھر کر آنچل کی تو ہوا دے
شانے پہ ہاتھ رکھ کر غازیؑ کو تُو دعا دے
اے پُر جلال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں

خیمے میں تھام کے دل پھر آ نہ جائیں سرورؑ
سُن کر یہ بین تیرے غش کھا نہ جائیں سرورؑ
مت ہو نڈھال زینبؑ عباس جا رہے ہیں

برپا نویدؔ اس دم خیمے میں ہے وہ محشر
زینبؑ سے کہہ رہی ہیں سب بیبیاں لپٹ کر
کیا ہوگا حال زینبؑ عباسؑ جا رہے ہیں

نوحہ

عباسؑ ترے ہاتھ مرے سر کی ہیں ردا اے شیر تو نہ جا
یہ ہاتھ کٹ گئے تو کرونگی ردا کا کیا اے شیر تو نا جا

کون آئے گا بچانے کو تیروں سے بھائی کو
خنجر چلے گا جب تو کسے دونگی میں صدا
اے شیر تو نہ جا

نیزہ ہر ایک ہاتھ میں ہوگا بوقتِ شام
کس کس سے اپنے سر کی بچاؤنگی میں ردا
اے شیر تو نہ جا

اُس وقت کیا کرونگی جو پیاسی سکینہؑ کو
پانی دکھا دکھا کے بہائیں گے اشقیا
اے شیر تو نہ جا

بھائی ہے تو کسی کا علم اور کسی کی آس
بھائی ہے میرے واسطے تو سایۂ خدا
اے شیر تو نہ جا

بھائی یہ ترے ہاتھ حرم کی قنات ہیں
پردے کی ابتداء ہیں یہ پردے کی انتہاء
اے شیر تو نہ جا

آئے گا خوں میں ڈوبا ہوا جب علم نویدؔ
خیمے کے در پہ گونج رہی ہوگی یہ صدا
اے شیر تو نہ جا

نوحہ

سینے سے لگو یا مجھے سینے سے لگاؤ
عباسؑ نہ جاؤ
زینبؑ کو غش آیا ہے اُسے ہوش میں لاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

تم ہو تو اُسے اپنی ردا یاد نہیں ہے
بابا کا کہا تم نہ اُسے یاد دلاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

کہتی ہے کہ یہ ہاتھ مرے سر کی ردا ہیں
لِلّٰہ نہ ان ہاتھوں کو دریا پہ کٹاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

تم جاتے ہو جب سے یہ خبر اُس نے سنی ہے
وہ خاک پہ بیٹھی ہے سکینہؑ کو اٹھاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

لشکر کے علمدار ہو تم ہو مرا لشکر
لِلہ مرے ہوتے نہ ہتھیار سجاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

پانی سے بھلا ہجر کی کب پیاس بجھے گی
ہے تشنہ لبوں کی یہ صدا ہائے نہ جاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

پہلے مرے حلقوم پہ چل جانے دو خنجر
جیتے جی مجھے تم تو نہ یہ داغ دکھاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

پھر شمر ہے اور شامِ غریباں کا اندھیرا
چھوڑوں میں سکینہؑ کو کہاں پہ تو بتاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

تھے بین یہ خیمے میں نویدؔ اہل حرم کے
بعد اپنے درندوں کیلئے چھوڑ نہ جاؤ
عباسؑ نہ جاؤ

نوحہ

لوٹ کر سقا نہ آیا شامِ عاشورہ کے بعد
پانی بچوں نے نہ مانگا شامِ عاشورہ کے بعد

سارے آنسو تو چچا کا خون بن کر بہہ گئے
بچی کو رونا نہ آیا شامِ عاشورہ کے بعد

خیمے میں غازیؑ نہ آئے آ گئی خیمے میں آگ
سب نے غازیؑ کو پُکارا شامِ عاشورہ کے بعد

ڈھونڈنے غازیؑ کو نکلے ہوگئی مقتل میں رات
ماؤں نے بچوں کو ڈھونڈا شامِ عاشورہ کے بعد

کچھ نہ تھا ٹوٹے ہوئے غازیؑ کے نیزے کے سوا
بس یہی ساماں بچا تھا شامِ عاشورہ کے بعد

شکل غازیؑ کی نظر آتی تھی خوں میں تر بہ تر
جو بھی کوزہ دیکھتا تھا شامِ عاشورہ کے بعد

پانی بہنے کی صدا سنتے ہی زینبؑ رو پڑیں
جب ہوا خاموش صحرا شام عاشورہ کے بعد

ہائے عمّو کہہ کے غش کھایا سکینہؑ نے نویدؔ
سامنے پانی جو آیا شامِ عاشورہ کے بعد

نوحہ

آ گئی شام، بڑھے شام کے سائے غازیؑ
ڈھونڈنے تجھ کو سکینہؑ کہاں جائے غازیؑ

سر پہ زینبؑ کے فقط ایک ردا باقی ہے
دیں بچائے کہ وہ چادر کو بچائے غازیؑ

گیا بازار گیا، شام کا دربار آیا
پھر کب آؤ گے اگر اب نہیں آئے غازیؑ

ہائے اب آیا سکینہؑ کو طمانچوں کا یقیں
آ گئی مشک، علم آیا نہ آئے غازیؑ

ہائے سکتے میں سکینہؑ ہے ، پریشان ہے ماں
کیسے سکتے سے اُسے ہوش میں لائے غازیؑ

ہائے کب نیل طمانچوں کے مٹے گالوں سے
کب سکینہؑ نے دہائی نہ دی ہائے غازیؑ

یہ گھڑی زینبؑ دلگیر پہ ہے سخت نویدؔ
ہاتھ رسی میں ہیں ، منہ کیسے چھپائے غازیؑ

نوحہ

غازیؑ میرا کہاں ہے میں قید ہو رہی ہوں
ہر لب پہ الاماں ہے میں قید ہو رہی ہوں

بھائی کی جاں تھی مجھ میں اس نے گلا کٹایا
بھائی میں میری جاں ہے میں قید ہو رہی ہوں

لاشے کٹے گلوں سے لبیک کہہ رہے ہیں
لب پر مرے اذاں ہے میں قید ہو رہی ہوں

سب سانس لے رہے ہیں بیمارؑ طوق میں ہے
آزاد اِک جہاں ہے، میں قید ہو رہی ہوں

جس کے حصار میں ہے وحدانیت وہ بازو
رسی کے درمیاں ہے ، میں قید ہو رہی ہوں

مقتل سے آ رہی ہیں تکبیر کی صدائیں
اک حشر کا سماں ہے میں قید ہو رہی ہوں

ہر اک نبیؐ کی محنت ہر اک ولی کی عظمت
اس قید میں نہاں ہے میں قید ہو رہی ہوں

بازو میں فاطمہؑ کے رسی یہ بندھ رہی ہے
اور سب کو یہ گماں ہے ، میں قید ہو رہی ہوں

اس دم نویدؔ ہر اک گردش رکی ہوئی ہے
سکتے میں آسماں ہے ، میں قید ہو رہی ہوں

نوحہ

جب شاہ نے بے بازو تپتی ہوئی ریتی پر عباسؑ کو دیکھا ہے
زینبؑ کو پکارا ہے عمامہ اتارا ہے سر خاک پہ مارا ہے

پہنچے ہیں کمر تھامے عباس کے سرہانے
چومے ہیں کبھی بازو چومے ہیں کبھی شانے
پھر مشک اٹھائی ہے سینے سے لگائی ہے سر زانو پہ رکھا ہے

تم صبح میں سورج ہو تم چاند اندھیرے میں
لے لو مجھ اے بھائی پھر بازو کے گھیرے میں
تم ہی ہو زرہ میری تم ہی ہو سپر میری تم سے مرا ہونا ہے

تم میرے تصور کی تصویر ہو اے بھائی
میں خواب ہوں تم میری تعبیر ہو اے بھائی
میں پھول ہوں تم خوشبو میں چشم ہوں تم ابرو تم سے مرا چہرہ ہے

سرہانہ ہو تم میرا تم ہی مرا پہلو ہو
تم ہی مری قوت ہو تم ہی مرا بازو ہو
کیا دن یہ دکھاتے ہوں تم اِس طرح جاتے ہو دم جیسے نکلتا ہے

تم ہی ہو دعا میری تم ہی ہو صدا میری
میں ہو اگر آئینہ تم ہی ہو جِلا میری
ہاں میری عبا تم ہو زینبؑ کی ردا تم ہو تم سے ہی یہ پردہ ہے

یاد آیا جُھلانا وہ عباسؑ کو جھولے میں
بہتا رہا آنکھوں سے ہر خون کے قطرے میں
جو ساتھ تھا برسوں کا قرنوں کا زمانوں کا پل میں سمٹ آیا ہے

پانی لیے کوزے میں سرہانے کھڑے رہنا
تھامے کبھی نعلینیں پینتانے کھڑے رہنا
چلنے پہ وہ چل دینا رکنے پہ وہ رک جانا بھولا نہیں جاتا ہے